مقصدِ حیات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ. وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ

وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

انمول حقیقت

انسان جس راستے پر چلتا ہے اسے اس کے ذرات بھی نظر آتے ہیں۔ اور جس راستے پر نہیں چلتا اس کے پہاڑ بھی نظر نہیں آتے۔

دنیا امتحان گاہ ہے

یہ دنیا امتحان گاہ ہے۔ تماشا گاہ نہیں، سیر گاہ نہیں، آرام گاہ نہیں، بلکہ امتحان گاہ ہے۔ افسوس کہ ہم نے اس کو چراگاہ بنالیا ہے۔

مقصدِ زندگی

مقصد زندگی اللہ کی بندگی اور مقصد حیات اللہ تعالیٰ کی یاد ہے، بندہ وہ ہوتا ہے

جس میں بندگی ہو ورنہ تو سراسر گندا ہوتا ہے، جھوٹ اور فریب کا پلندہ ہوتا ہے۔

قرآن آب حیات ہے

یہ قرآن صداقتوں کا مجموعہ...... حقیقتوں کا خزانہ...... یہ انسانیت کے لئے دستور حیات ہے، منشور حیات ہے، بلکہ انسانیت کے لئے آب حیات ہے۔

مقصد نزول قرآن

قرآن اللہ رب العزت نے اس لئے اتارا کہ ہم اس کو پڑھیں اور اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں۔ جو پڑھتا جائے گا اور اس کے مطابق عمل کرتا جائے گا، دنیا اور آخرت میں درجہ پاتا جائے گا۔ یہ قرآن تجھے عزت و وقار دے گا تیرے ظاہر و باطن کو نکھار دے گا۔ یہ کتاب انسان کی شخصیت کو صیقل کرنے کے لئے آئی ہے، آئینے کی طرح بنانے کے لئے آئی ہے، یہ انسان کے دل کی میل دھونے کے لئے آئی ہے۔ انسان اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کرے تو اللہ رب العزت کی مدد شامل حال ہوتی ہے اور جب اللہ رب العزت کی مدد اترتی ہے تو انسان کی کشتی کنارے لگ جایا کرتی ہے. كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ کتنی بار ایسا ہوا کہ ایک تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آگئی یعنی کتنی بار ایسا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے چڑیوں سے باز مروا دیئے۔ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْن اللہ تو صبر و ضبط والوں کے ساتھ ہے۔

بے اصولی کی زندگی

انسان کو اپنی زندگی کچھ اصول و ضوابط کے مطابق گزارنی ہوتی ہے بے اصولی

کی زندگی پر اللہ رب العزت کی مدد کبھی نہیں اترتی۔ بے اصولی کی زندگی انسانوں کی نہیں حیوانوں کی ہوا کرتی ہے، ڈھور ڈنگروں کی زندگی بے اصولی کی زندگی ہوتی ہے۔

مرضی کی زندگی

انسان اشرف المخلوقات ہے۔اس کی زندگی کا ایک نظام ہے نہ وہ اپنی مرضی سے دنیا میں آیا ہے نہ وہ اپنی مرضی سے دنیا سے جاتا ہے۔اسے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ درمیانی وقفے میں اپنی مرضی کی زندگی بسر کرے۔

فلاح کی زندگی

جس مالک وخالق نے اسے بھیجا۔جس کے حکم سے وہ دنیا میں آیا ہے اور جس کے حکم سے وہ دنیا سے واپس جائے گا اگر اس کے حکموں کے مطابق زندگی گزارے گا تو فلاح پائے گا۔

مقصد زندگی

انسان کی ضرورت اور چیز ہے انسان کا مقصد اور چیز ہے۔کھانا پینا اور دوسری چیزیں انسان کی ضرورت ہیں مقصد زندگی تو اللہ کی بندگی ہے۔

؎ زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

انسانی زندگی کا ایک ورق

ہر گزرنے والا دن انسان کی زندگی کا ایک ورق ہے ہم اس پر اچھائی لکھتے ہیں

یا برائی لکھتے ہیں، یہ ہمارا اپنا کام ہے۔ یہ بات پکی اور سچی ہے کہ جو دن انسان کی زندگی میں گزر گیا وہ کبھی لوٹ کر واپس نہیں آ سکتا۔ جو گزر چکا وہ ہاتھوں سے نکل چکا۔

تین دن

ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ دن تین طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ دن جو گزر چکا، وہ ہاتھوں سے نکل گیا۔ ایک وہ دن جو آگے آئے گا یعنی کل، پتہ نہیں وہ آئے یا اس سے پہلے معاملہ کچھ اور بن جائے۔ ایک آج کا دن یہ ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ چنانچہ فرماتے تھے اے انسان! نہ گزشتہ کل پر بھروسہ کرنا نہ آئندہ کل کی امید رکھنا۔ تیرے ہاتھوں میں آج کا دن ہے تو چاہے تو اسی دن میں اللہ کو راضی کرلے۔

رابعہ بصریہؒ کی بات

رابعہ بصریہؒ اللہ کی نیک بندی فرمایا کرتی تھی، اے انسان! اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھاتے کھاتے تیرے دانت گھس گئے اسکی تعریفیں کرتے کرتے تیری زبان نہ گھسی۔

عجیب بات

حضرت مولانا احمد علیؒ لاہوری اپنے درس میں ایک عجیب بات فرماتے تھے کہ میں ایک دفعہ بازار میں گیا، ایک مجذوب باخدا سے میری ملاقات ہوئی۔ میں قریب ہوا، سلام کیا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا احمد علی انسان کہاں بستے ہیں؟ میں نے بازار

میں کھڑے لوگوں کی طرف اشارہ کیا اور کہا حضرت یہ سب انسان ہی تو ہیں۔ میری بات سن کر انہوں نے لوگوں پر ایک عجیب سی نظر ڈالی اور کہا اچھا یہ سب انسان ہیں۔ ان کی توجہ کا اثر مجھ پر ایسا ہوا کہ میں نے دیکھا تو مجھے بازار میں کتے، بلے، خنزیر چلتے ہوئے نظر آئے۔ جب میری کیفیت ختم ہوئی تو میں نے دیکھا وہ بزرگ جا چکے تھے۔ یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت فرماتے تھے کہ مالک تو سب کا ایک...... مالک کا کوئی ایک...... ہزاروں میں نہ ملے گا لاکھوں میں تو دیکھ۔

کوئی قسمت والا ہوتا ہے کوئی بخت والا ہوتا ہے جو سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا کرتا ہے۔ من کان للہ کان اللہ لہ جو اللہ رب العزت کا بن جاتا ہے پھر اللہ اس کے ہو جایا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ستاری

یہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی مہربانی ہے کہ ہم اپنی مرضی کی زندگی گزارتے ہیں پھر بھی دنیا ہماری تعریفیں کرتی ہے۔ کتاب ''اکمال الشیم'' میں ایک عجیب بات لکھی ہے ''اے دوست جس نے تیری تعریف کی اس نے درحقیقت تیرے پروردگار کی ستاری کی تعریف کی''۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے تیرے گناہوں کو ڈھانپا ہوا ہے تیرے گناہ لوگوں کی نظر سے اوجھل ہیں اس لئے لوگ تیری تعریفیں کرتے ہیں، جو تیری تعریف کر رہا ہے درحقیقت وہ تیرے پروردگار کی ستاری کی تعریف کر رہا ہے جس نے تجھے چھپایا ہوا ہے۔

اے دوست اگر اللہ رب العزت مخلوق کی زبان سے تیری ایسی تعریفیں کروائے جس کا تو مستحق نہیں تو تجھے چاہیے کہ اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ کی ایسی

تعریفیں کر جس کا وہ مستحق ہے۔

اللہ کی ناراضگی کی نشانی

اللہ تعالیٰ جب انسان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں یعنی اس کی رحمت متوجہ ہوتی ہے تو اس کی پہلی نشانی یہ ہے کہ انسان کو اپنے عیب نظر آنے شروع ہو جاتے ہیں۔
جب اللہ ناراض ہوتے ہیں تو اس کی پہلی نشانی یہ ہے اپنے عیب اپنی نظر سے پوشیدہ ہو جاتے ہیں۔ اسلئے انسان اپنے اوپر نظر ڈالے اپنی کوتاہیاں سامنے ہوں۔

جس دور پہ نازاں تھی دنیا ہم اب وہ زمانہ بھول گئے
غیروں کی کہانی یاد رہی ہم اپنا فسانہ بھول گئے
منہ دیکھ لیا آئینے میں پر داغ نہ دیکھے سینے میں
جی ایسا لگایا جینے میں مرنے کو مسلماں بھول گئے
تکبیر تو اب بھی ہوتی ہے مسجد کی فضا میں اے انور
جس ضرب سے دل ہل جاتے تھے وہ ضرب لگانا بھول گئے

لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگانے والے نوجوان

کہاں ہیں وہ نوجوان جو رات کے آخری پہر میں اٹھا کرتے تھے۔ ”لا الــه الا الله“ کی ضربیں لگاتے تھے سینوں میں دل کانپتے تھے۔

ے تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے
کھویا گیا ہے تیرا جذب قلندرانہ

اگر انسان اپنے آپ کو بنائے تو یہ اتنا اوپر اٹھتا ہے اللہ کی قسم یہ ثریا کو بھی پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔

نسخہ کیمیا

یہ قرآن اس لئے بھیجا گیا کہ انسان اپنی زندگی میں اسے لاگو کرلے۔ پھر دنیا میں راج کرے۔

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا
وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمین جس نے ساری ہلا دی

عرب کو ہلا کر رکھ دیا تھا کیوں؟ قرآن زندگیوں میں لاگو ہوگیا تھا۔ یہ حقیقتوں کا خزانہ، یہ صداقتوں کا مجموعہ، جسے آج ہم نے اپنے گھر کے طاقچے میں رکھا ہوا ہے صحابہ کی زندگیوں میں لاگو تھا۔

نسخہ شفاء

ایک انسان دل کا مریض ہو، اور دنیا کے سب سے بڑے ڈاکٹر سے نسخہ لکھوائے اور نسخہ لکھوانے کے بعد اسے اپنی جیب میں ڈال لے۔ پھر کچھ عرصے کے بعد کہے، ڈاکٹر صاحب مجھے افاقہ نہیں ہو رہا۔ ڈاکٹر صاحب پوچھیں آپ نے نسخہ استعمال کیا تھا؟ یہ جواب دے کہ ڈاکٹر صاحب میں نے جیب میں ڈالا ہوا ہے تو وہ کیا کہے گا؟ وہ کہے گا اے عقل کے اندھے یہ نسخہ جیب میں ڈالنے سے شفا نہیں ہوگی اسکو کھانے پینے سے شفا ہوگی۔ یہ قرآن نسخہ شفا ہے۔ یہ ظاہری بیماریوں کی شفاء ہے مگر ہم اسے اپنے طاقچے کے اندر رکھ دیتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ شفا نہیں ہوتی، پھر کہتے ہیں کہ پریشانی ختم نہیں ہوتی۔ پیر صاحب کیا کریں ایک پریشانی ختم نہیں ہوتی

کہ دوسری اوپر سے آجاتی ہے، کیا کریں پیر صاحب گھر کا ہر آدمی افلاطون بنا ہوا ہے، جسکو دیکھو اسکا رخ جدا ہے، یہ کیوں ہوتا ہے؟ جب زندگیوں سے اللہ رب العزت کے احکام نکل جاتے ہیں پھر انسان کی زندگی سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔

مقصد حیات اللہ کی یاد

انسان اللہ رب العزت کی یاد کو اپنا مقصد حیات بنالے۔ ہر لمحہ اس کی یاد ہو ایک لمحہ بھی اس سے غافل نہ ہو۔ جس کا کھایئے اس کے گیت گایئے۔

گندم کا دانہ اور محنت

ایک گندم کا دانہ بننے کے لئے کس قدر محنت ہوتی ہے۔ زمین اس کو اپنے پیٹ میں رکھتی ہے، غذا پہنچاتی ہے، بادل پانی دیتے ہیں، سورج اپنی روشنی دیتا ہے، ہوا لگتی ہے، کتنی چیزیں اس پر عمل کرتی ہیں پھر جا کر وہ گندم کا دانہ بنتا ہے۔ وہ گندم کا دانہ جب انسان کے منہ میں آتا ہے انسان کھانے کے بعد شکر بھی ادا نہیں کرتا۔

دنبہ اپنے مالک کو پہچانتا ہے

آپ دیکھئے ایک جانور اپنے مالک کو پہچانتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا دنبہ، لیلا، مالک اس کے گلے کی رسی کھول دیتا ہے۔ پھر جدھر چلتا ہے دنبہ مالک کے پیچھے پیچھے جاتا ہے۔ اے انسان! ایک جانور اپنے مالک کو پہچانتا ہے تو انسان ہو کر اپنے مالک کو نہیں پہچانتا۔

انسان اور گھوڑے کا فرق

آپ دیکھتے ہیں کہ ایک گھوڑا جو کہ حیوان ہے، اگر کوئی آدمی اس کو پالتا ہے کہ

یہ میرے لئے جنگ میں کام آئے گا تو وہ گھوڑا اپنے مالک کی لاج رکھتا ہے۔ اگر مالک اسے تانگے میں جوت دے وہ بے زبان تھکا ہوا بیمار سارا دن کام کرتا ہے۔ اگر دوسرے دن اس کا مالک پھر اسے جوت دیتا ہے وہ گھوڑا درخواست نہیں دے سکتا کہ مجھے آج بیماری کی چھٹی چاہیے، وہ انکار نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے انسان کا اتنا ماتحت بنا دیا کہ اپنی ضرورت بھی پیش نہیں کر سکتا، پیاسا ہوگا مگر نہیں کہہ سکتا کہ مجھے پانی پلا دیجئے، دیکھیں تو کتنی گرمی ہے۔ کہیں مالک نے اسے جا کر روکا قریب گندی نالی تھی اسی میں سے پانی پینا شروع کر دیا۔ چلتا جا رہا ہے اسے چلتے چلتے حاجت ہوئی وہ چل بھی رہا ہے اور لید بھی کر رہا ہے، رکنا نصیب نہیں ہوتا۔ جو اسکی ضروریات زندگی ہیں ان کے لئے وقفہ نصیب نہیں ہوتا۔ سارے دن کا تھکا ہوا شام کو گھر آیا، مالک نے پتہ کیا آج تو چارہ آدھا ملا چلو آدھا ہی ڈال دیں۔ وہ نہیں کہہ سکتا کہ اے مالک! تو نے سارا دن مجھ سے کام لیا تھا، خوراک تو پوری دے دیتے۔ مالک جا کر سردی کی لمبی رات میں نرم گدوں پر سو جائے گا، گھوڑے کے لئے ٹھنڈی ہوا ہے، نہ بستر ہے، نہ بیوی بچے ہیں۔ کھڑا ہے تھک جائے گا تو بیٹھ جائے گا۔ اس کی بھی تو جان ہے، اگر اس کو زخم بھی آئے تو مالک پھر جوت دیتا ہے کہہ نہیں سکتا میرے زخم پر تو آپ نے کوئی مرہم نہیں لگائی۔ اس پر دوبارہ زین رکھ دینے سے میرے پرانے زخم ہرے ہو رہے ہیں، کچھ تو خیال کریں، نہیں کہہ سکتا۔ تکلیف کی وجہ سے بھاگ نہیں سکتا۔ مالک اس کو کوڑا لگا رہا ہے، مالک کی سختی برداشت کر رہا ہے اپنی طرف سے ہمت لگا رہا ہے کہ مالک کی مرضی کو پورا کر دے۔ یہ گھوڑا جس کو مالک نے پالا تھا اگر مالک اس کو لے کر دشمن کے مقابلے میں آ جائے سامنے دشمن کی صفیں ہیں مالک گھوڑے پر سوار ہے وہ گھوڑے کو ایڑی کا اشارہ کرتا

ہے۔اس مالک کی ایڑی کو گھوڑا پہچانتا ہے، اس مالک نے ایڑی کیوں لگائی؟ یہ چاہتا ہے کہ میں آگے قدم بڑھاؤں۔گھوڑا بڑھتا ہی چلا جاتا ہے، دشمن کی صفوں کو چیرتا ہے، سامنے نیزے ہوتے ہیں، سامنے تیر ہوتے ہیں، تلواریں ہوتی ہیں۔ گھوڑے کے جسم پر زخم پہ زخم لگ رہے ہوتے ہیں، اپنے مالک کی ایڑی کی لاج رکھ لیتا ہے، گھوڑا جان پر کھیل جاتا ہے اپنے مالک کے حکم کی فرمانبرداری کرتا ہے۔اگر ایک جانور انسان کا اتنا فرمانبردار ہے تو انسان کو اپنے مالک کا کتنا فرمانبردار ہونا چاہیے، ہم تو کھا کر بھی اس کا شکرادا نہیں کرتے۔انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں، روزانہ ہر ہر جوڑ ٹھیک رہا شام کو سوتے ہوئے کتنے اللہ کے بندے شکرادا کرتے ہیں کہ یااللہ میرے سب جوڑ سلامت رہے۔تیرا کرم واحسان ہے۔

عجیب واقعہ

ہمارے ایک دوست عجیب واقعہ سنانے لگے ایک صاحب کا ایکسیڈنٹ ہوا اس کی آنکھ کے اوپر کا پردہ کٹ گیا۔ کہنے لگے ایک دو گھنٹے گزریں تو آنکھ پر مٹی جم جائے۔عام آدمی محسوس نہیں کرسکتا کہ ہوا میں کتنے باریک باریک ذرات مٹی کی شکل میں ہوتے ہیں جو جمتے رہتے ہیں۔اکثر آپ دیکھیں گے کہ اگر کوئی چیز رکھیں دوسرے دن اس پر مٹی نظر آئے گی۔ ہماری آنکھ کے اوپر اللہ نے پردہ بنا دیا یہ بند ہوتا ہے اور کھلتا ہے بند ہوتا ہے اور کھلتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ تھوڑا تھوڑا پانی اندر سے خارج ہوتا ہے تو پانی کے ساتھ جیسے کسی چیز کو جھاڑو لگاتے ہیں یہ اللہ نے جھاڑو کا انتظام کیا ہوا ہے۔یہ بند ہوتا ہے، کھلتا ہے، جھاڑو چل رہا ہوتا ہے۔جب اس کی آنکھ کے اوپر والا گوشت کا پردہ کٹ گیا تو آنکھ ہر وقت بالکل ننگی رہنے لگی۔

مصیبت یہ بنی کہ ہوا میں معلق ذرات کی وجہ سے آنکھ پر مٹی کی تہہ آ جائے تو تھوڑی دیر کے بعد دھونا پڑے پھر مٹی جم جائے پھر دھونا پڑے، دن میں کوئی ۵۰ دفعہ دھونا پڑے۔اب ایک دن میں پچاس دفعہ پانی ڈالا نہیں جاتا۔لوگ عیادت کرنے آئے تو کہنے لگا آنکھ کا چھوٹا سا پردہ تھا کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے۔انسان کے جسم کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے اس کو دیکھو اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے۔

ہم میں سے کتنے ہیں جو رات کو سوتے وقت اس نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں۔ مانگتے تو ہم سب ہیں مگر اس کے دینے والے کا شکر ادا کرنے والے تھوڑے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ انسان کے دل میں غفلت ہوتی ہے، جب غفلت ہو انسان کا رویہ اور ہوتا ہے جب دل میں استحضار ہو، معرفت ہو پھر رویہ کچھ اور ہوتا ہے۔

عبرت انگیز واقعہ

ہمارے ایک دوست نے واقعہ سنایا کہ ایک آدمی انڈیا سے ہجرت کر کے پاکستان آیا۔اس کے کئی رشتے دار تھے مگر ادھر ادھر بکھر گئے۔اسکا ماموں بھی آیا تھا۔ وہ بھی پریشانی کے عالم میں کہیں گم ہو گیا۔ایک دوسرے کو نہ مل سکے۔اس آدمی نے محنت کی اللہ نے اس کو خوب مال پیسے والا بنا دیا۔کئی سال گزر چکے تھے اس نے سوچا میں اپنی کوٹھی بنالوں، اپنی کوٹھی بنانے لگ گیا۔اسی دوران ایک بوڑھا آدمی اس کے پاس آیا کہنے لگا بیٹا میں قسمت کا مارا ہوں کوئی میرا رشتے دار عزیز نہیں ہیں تیری یہاں چوکیداری کروں گا تو مجھے کچھ کھانے پینے کے لئے دے دینا۔غریب پروری بھی ہو گی اس نے سوچا چلو ٹھیک ہے دن رات یہیں پڑا رہے گا میرا فائدہ ہے۔اس

نے کہا بوڑھے میاں آپ ادھر بیٹھ جایا کرو۔ میں آپ کو اتنے پیسے دوں گا، وہ بوڑھا آدمی کام کرنے لگ گیا۔ اب وہ بوڑھا آدمی کبھی صحت، کبھی بیماری، کبھی تھکاوٹ، کبھی کچھ، کبھی کچھ۔ جب اسے کسی کام میں دیر ہو جائے تو نوجوان اس پر برسنے لگ جائے، کوسنے لگ جائے کہ ایسا ہے، تو ویسا ہے۔ وہ بوڑھا آدمی بیچارہ رو پڑے۔ یہ آدمی پھر کسی غلطی پر اس کو ڈانٹے تو وہ بوڑھا آدمی پھر رو پڑے۔ ایک دن اس نوجوان نے اتنی گالیاں دیں کہ وہ بوڑھا آدمی کہنے لگا کہ بیٹا رزق دینے والا تو اللہ ہے تیرا دل خوش نہیں تو میں کہیں اور چلا جاتا ہوں، قسمت نے مجھے ایسا بنا دیا ورنہ پیچھے سے تو میں اپنے رشتے داروں کے ساتھ آیا تھا معلوم نہیں وہ کہاں چلے گئے۔ جب اس نے یہ بات کی تو اس نوجوان نے پوچھا۔ بابا آپ کے رشتے دار تھے؟ بوڑھے نے کہانی سنا دی۔ اس کہانی کے سننے کے بعد اس آدمی کو پتہ چلا کہ یہ میرے وہی گمشدہ ماموں ہیں جن کی یاد میں میری امی تڑپتی رہی۔ اب پاؤں پکڑ لئے اور کہنے لگا کہ مجھے معاف کر دینا ماموں مجھے معاف کر دینا...... معاف کر دینا...... مجھ سے غلطی ہوئی ...... مجھ سے کوتاہی ہوئی۔ یہ ساری کوٹھی آپ کی ہے جہاں چاہیں تشریف لے جائیں۔ اس نے کہا ناں ناں بیٹا مجھے اوقات کا پتہ چل گیا نوجوان کو ایک چیز سے واقفیت نہیں تھی برتاؤ کچھ اور تھا جب اس کا احساس ہو گیا اب برتاؤ کچھ اور ہے، اب قدموں میں پڑ رہا ہے جسے پہلے ٹھو

کریں لگا رہا تھا۔ یہی انسان کا حال ہے کہ جب تک اسے اللہ رب العزت کی معرفت نصیب نہیں ہوتی جانوروں کی سی زندگی گزارتا ہے اور جب کسی اللہ والے کا ہاتھ لگ جاتا ہے اور دل ڈھل جاتا ہے پھر احساس ہوتا ہے پھر آنکھ کھلتی ہے کہ میں

اب تک کیسی زندگی بسر کرتا رہا۔

سفید ریش عمر بارہ سال

ایک سفید ریش بزرگ سے کسی نے پوچھا بابا جی آپ کی عمر کتنی ہوگی؟ کہا کوئی دس بارہ سال ہوگی۔ کہنے لگا، بابا جی! آپ کے بال سفید اور آپ کہتے ہیں کہ بارہ سال کی عمر ہے۔ فرمایا کہ ہاں بیٹے جب سے میں نے سچی توبہ کی ہے بارہ سال گزرے ہیں یہی میری زندگی ہے اس سے پہلے میری زندگی نہیں شرمندگی تھی۔

شیخ کی صحبت کے فوائد

نیکوں کی صحبت انسان کے دل کو جگا دیتی ہے، انسان کو زندہ بنا دیتی ہے۔ جیسے پودے کو مالی کے ہاتھ لگ جائیں خوبصورت بن جاتا ہے اسی طرح سالک کو کسی شیخ کامل کے ہاتھ لگ جائیں تو اس کے اندر نکھار پیدا ہو جاتا ہے۔

قارون کے دھنسنے کا واقعہ اور توبہ

اللہ رب العزت کو انسان کی توبہ بہت محبوب ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر قارون نے کسی عورت کے ذریعے الزام لگوایا۔ جب حقیقت کھلی تو موسیٰ علیہ السلام کو بڑا دکھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اے اللہ! اس نے میری اوپر ایسا الزام لگایا۔ فرمایا ''اے میرے نبی تو جو بھی حکم دے گا زمین اس کو مانے گی''۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ''اے قارون! دھنس جا۔'' قارون کچھ دھنس گیا زمین کو پھر کہا قارون پھر دھنس گیا۔ اب قارون رو رہا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام مجھ معاف کر دیجئے۔ مگر موسیٰ علیہ السلام جلال میں تھے تیسری بار پھر فرمایا، اے زمین اسے نگل جا زمین اسے نگل گئی۔ جب زمین نگل چکی تو

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔ اے میرے پیارے نبی آپ جلال میں تھے آپ نے تین دفعہ حکم دیا زمین نے اسے نگل لیا لیکن میں اپنے عزت وجلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر اس وقت قارون میرے سامنے معافی مانگ لیتا اور میں معاملہ کر رہا ہوتا تو میں یقیناً اسکی توبہ کو قبول کر لیتا۔ اللہ رب العزت کو بندے کی توبہ بہت محبوب ہے۔

سچی توبہ

ایک بزرگ جا رہے تھے کچھ بچے آپس میں بحث کر رہے تھے۔ جب قریب سے گزرے تو وہ بچے کہنے لگے۔ بابا جی ہم آپس میں کسی مسئلہ پر بحث کر رہے ہیں۔ آپ ذرا فیصلہ کریں۔ اس نے کہا بیٹا کیا مسئلہ ہے۔ بچے نے کہا کہ ہم آپس میں بحث کر رہے ہیں کہ ایک آدمی بڑا نیک ہو، کبھی گناہ نہ کیا ہو، اس کے دل پر اللہ کی خاص نظر رہتی ہے یا ایک آدمی بڑا ہی گنہگار رہو اور سچی توبہ کر لے اس کے دل پر خاص نظر رہتی ہے۔ وہ بزرگ فرمانے لگے بیٹا میں عالم تو نہیں ہوں تاہم ایک بات میرے تجربے میں آئی ہے کہ میں کپڑا بنتا ہوں، کھڈی چلاتا ہوں، دھاگے ہوتے ہیں میرے تجربے میں بات آئی کہ جو دھاگہ ٹوٹ جاتا ہے میں اسے گرہ لگاتا ہوں اس کے بعد اس پر خاص نظر رکھتا ہوں کہ دوبارہ ٹوٹ نہ جائے ممکن ہے جو بندہ شیطان کے راستے کو چھوڑ کر سچی توبہ کر لے، اللہ سے اپنی گانٹھ باندھ لے ممکن ہے اس کے دل پر اللہ کی خاص نظر رہتی ہو کہ یہ بندہ دوبارہ نہ ٹوٹ جائے۔

صحبت اہل غافلانہ زندگی کا علاج

ہم لوگ انتہائی کمزوری اور غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ کتابوں میں لکھا ہے

کہ اگر کوئی کسی کی زمین پر قبضہ کر لے تو وہ زمین نیچے سات طبق تک قیامت کے دن اٹھا کر اس بندے کے سر پر رکھ دی جائے گی اب بتائیے کہ جو بندہ ایک بالٹی مٹی کی نہیں اٹھا سکتا۔ وہ دوسرے کی کئی کئی کنال زمین قبضے میں لے کر بیٹھا ہوتا ہے۔

شیطان کا دھوکہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اصل میں تو دل صاف ہونا چاہیے، اوپر سے کیا ہوتا ہے۔ میرے دوست یہ شیطان کا دھوکہ ہے دل بھی صاف ہونا چاہیے۔ مگر اس کے اثرات ظاہر یہ بھی ہونے چاہیں۔ دونوں ضروری ہیں کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان اپنے ظاہر کو درست کرتا ہے اللہ رب العزت اس کے باطن کو درست کر دیا کرتے تھے۔ ابو محذورہ ؓ ایک صحابی ہیں۔ لڑکپن کی عمر ہے اسلام قبول نہیں کیا۔ کچھ اور بچوں کے ساتھ بیٹھے ہنسی مذاق کر رہے ہیں اور حضرت بلال ؓ جس طرح اذان دیتے تھے اس کی نقل اتار رہے ہیں۔ ادھر رسول اللہ ﷺ گزرے، آپ ﷺ نے بھی دیکھ لیا سن لیا۔ فرمایا ابو محذورہؓ بات سنو، قریب آئے، گھبرا گئے، پسینہ پسینہ ہو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ڈر نہیں۔ جیسے اذان دے رہا تھا ویسے ہی اذان دے۔ چنانچہ اس نے ویسے ہی اذان دینا شروع کر دی، نقل اتارنا شروع کر دی۔ پڑھتے پڑھتے پڑھا ''اشھد ان محمد رسول اللہ'' اذان دی اذان کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا اب جاؤ۔ کہنے لگے اب ابو محذورہ ؓ کہاں جائے گا؟ جہاں آپ جائیں گے وہاں ابو محذورہؓ جائے گا۔ نقل اتار رہے تھے، میرے آقا ﷺ نے اذان سن لی تو اللہ تعالیٰ نے نقل کو اصل بنا دیا۔ انہی ابو محذورہ ؓ کو اللہ کے محبوب نے حرم شریف کی کنجیاں دے کر مؤذن بنا دیا۔ ۶۰ سال تک حرم شریف میں اذان

دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری نقل کو بھی اصل بنا دے اور ہماری صورت کو حقیقت میں تبدیل کر دے۔ بقول شخصے

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کر آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے صورت لے کے آیا ہوں

"وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین"